جناب ڈاکٹر ابوالفضل نجبت رواں
دانش آباد۔ پشاور یونیورسٹی

پاکستان اور عربی زبان

دنیا کے نقشے پر مذہب کے نام پر دو ریاستیں نمودار ہوئیں ایک ۱۹۴۷ء میں جس کا نام پاکستان رکھا گیا۔ دوسری ۱۹۴۸ء میں وجود میں آئی جو نام نہاد اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئی۔ پہلی کو تمام ممالک نے تسلیم کر لیا اور دوسری کو تقریباً دنیا کے نصف ممالک نے مسترد کر دیا کیونکہ اس کا وجود غیر آئینی تھا۔

پہلی کو دو سو سال کے بعد آزادی ملی اور دوسری کو دو ہزار سال کے بعد۔ اکثر و بیشتر سیاستدان خیال کرتے ہیں کہ آخر الذکر ریاست چند سال کی مہمان ہوگی۔ اس لئے کہ دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے یہودیوں کا اتحاد و اتفاق ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ یہ ریاست عرب ممالک کے قلب اور وسط میں قائم کی گئی تھی اور عرب اسے نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مذہبی زبان عبرانی کے اپنانے سے یہودی ریاست کی مشکلات آہستہ آہستہ آسان ہوتی گئیں۔ کیونکہ زبان ریاست کے لئے بمنزلہ روح کے ہوتی ہے۔ روح کے دوام پر جسم کے دوام کا انحصار ہوتا ہے۔

عبرانی زبان اور اسرائیلی ریاست | جب یہودی کینسہ (پارلیمنٹ) میں زبان کا مسئلہ زیر بحث آیا تو مختلف ممالک سے آئے ہوئے یہودی نمائندوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ان کی مادری زبان اس ملک کی سرکاری زبان ہونی چاہیے۔ چنانچہ ایک نے کہا:۔

عربی زبان اس ریاست کی سرکاری زبان ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ریاست عرب سرزمین پر واقع ہے اور اس کے گرد و گرد کی ریاستوں کی زبان بھی عربی ہے۔

دوسرا بولا۔ نہیں نہیں۔ یہ دشمن کی زبان ہے اس کی سرکاری زبان انگریزی ہوگی کیونکہ یہ سائنسی اور سیاسی زبان ہے اس کے علاوہ اکثر یہود کی مادری زبان بھی ہے۔

تیسرا کہنے لگا۔ فرانسیسی اس ریاست کی زبان ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ادبی اور علمی زبان ہے۔

چوتھے نے کہا۔ ہم یہود قوم سے جرمن جیسے باہمت قوم بننا چاہتے ہیں یہ تب ممکن ہے کہ اس ریاست کی زبان جرمن ہو۔

پانچواں بولا۔ اگر تم اس ریاست کو وسیع ترین بنانا چاہتے ہو جیسا کہ تمہارا منشور ہے تو پھر روسی زبان اختیار کرو۔ اس کے مطالعہ سے روسی توسیعی پروگراموں سے مطلع ہو جاؤ گے۔ روسیوں کی طرح تمہارا بھی مشرق پر

تسلط قائم ہو جائے گا۔ ہمارے ہاں روسی یہود کی اکثریت ہے وہ ہماری مدد کریں گے۔

چھٹے نے کہا ہم یہود فطرتاً سود خور ہیں دولت سمیٹنے میں جائز اور ناجائز کی پروا نہیں کرتے۔ جاپانی صنعت و حرفت حاصل کرو اور دنیا کے ساتھ تجارتی روابط پیدا کرو۔ تاکہ اس کی دولت تمہیں حاصل ہو۔ یہ تب ممکن ہوگا جب آپ جاپانی زبان اختیار کریں گے۔

دینی زبان کا انتخاب | اکثریت کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے کنیسہ کے صدر نے اپنا فیصلہ سنایا اور اعلان کیا کہ اس ریاست کی سرکاری زبان عبرانی ہوگی جو دو ہزار سال پہلے ان کی زبان تھی۔ اس پر مخالفین نے ہنگامہ برپا کر دیا کسی نے کہا تم رجعت پسند ہو دو ہزار سال پیچھے ہمیں لے جا رہے ہو۔ کسی نے کہا تم سائنس اور ٹیکنالوجی کے دشمن ہو اس لئے سائنسی زبانوں سے انحراف کر رہے ہو۔

بعض نے کہا۔ یورپ اور امریکہ کے یہودی انگریزی کے بغیر ایک قدم بھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ عبرانی زبان مردہ ہو چکی ہے۔ مُردے کسی کام کے نہیں ہوتے۔ ہم انگریزی کے بغیر ایٹم بم نہیں بنا سکیں گے۔ اور نہ جدید ترین ہتھیار بنانے کے قابل ہوں گے۔ دشمن کو شکست کیسے دیں گے؟ عظیم اسرائیلی ریاست کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔

دینی زبان کی فضیلت | جب صدر کنیسہ پر مذکورہ اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو اس نے مخالفین معارضین کو مطمئن کرنے کے لئے ایک پرزور تقریر کی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ فرات اور نیل کے مابین ایک عظیم یہودی سلطنت قائم کرنے کے لئے یہود کی اتحاد اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ ان کو متحد رکھنے کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ ہے وہ ہے عبرانی زبان۔ اگر عبرانی زبان تمہارے دین اور ثقافت کو اپنے سینے میں نہ لیتی۔ تو آج تک یہودی مذہب اور ثقافت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ دیگر اقوام کی تہذیب میں تم گھل مل چکے ہو۔ یہ تو عبرانی کے طفیل یہودی دین اور ثقافت ہم تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دو ہزار سال سے یہ حکومتی سرپرستی سے محروم رکھی گئی۔ اس کے بولنے والوں کو قسم قسم کی اذیتیں دی گئیں۔ تاکہ صفحہ ہستی سے مٹا دئے جائیں۔ لیکن عبرانی نے مٹنے نہیں دیا۔

تم کہتے ہو کہ یہ تمہاری مادری زبان نہیں بیشک ایسا ہی ہے۔ لیکن یاد رکھو یہ دینی زبان ہے اور دین مادر و پدر سے بہت پیارا ہوتا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ تمہارے لئے اس میں بات کرنا محال ہے۔ درست ہے یہ تکلیف چند سال تک ہوگی پھر ہماری نسل اسے آسانی سے اپنا سکے گی تم معمر ہو اس دنیا میں چند دن کے مہمان ہو اپنی ذات کے لئے سوچنا چھوڑ دو اولاد کی فکر کرو۔

تم مسلمانوں سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے؟ کہ جب تک وہ اپنی دینی زبان عربی کی مضبوط رسی میں منسلک تھے

تو دنیا میں ان کا بول بولا تھا لیکن جب وہ لسانی تنازعات میں پھنس گئے تو ان کا رعب داب خاک میں مل گیا۔

دینی اور روحانی زبان میں بلا کی قوت ہوتی ہے۔ اس میں اپنے عقیدت مندوں کو متحد رکھنے کی بے انتہا صلاحیت ہے۔ عبرانی زبان تمہیں وہی طاقت دے گی جو عربی زبان نے مسلمانوں کو دی تھی۔ تمہارا یہ کہنا کہ عبرانی کے سوا کوئی مشرقی (جاپانی) یا مغربی (انگریزی) زبان اختیار کرکے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرو گے۔ یاد رکھو! جاپان اور اہل مغرب نے اپنی زبان کو استعمال میں لاکر موجودہ سائنسی اور صنعتی ترقی کو پہنچے ہیں۔

عبرانی زبان کے اثرات | یہود نے عبرانی کو اپنا کر سائنس کے میدان میں نہ صرف ایٹم بم بنا لیا بلکہ ادب کے شعبے میں ایسا ادب تخلیق کیا جس پر نوبل انعامات بھی مل گئے۔

۲۔ عرب جو یہود کے اولین دشمن ہیں عبرانی زبان سیکھنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ تمام عربی جامعات میں عبرانی کا اہتمام کیا جاتا ہے (راقم نے بھی عرب طلباء کے ساتھ پی ایچ ڈی کے سلسلہ میں چھ ماہ عبرانی کا کورس کیا)

۳۔ تمام عربی عساکر میں عبرانی لازمی طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ تاکہ بوقت جنگ اس سے مستفید ہو سکے۔ (راقم کے پاس جامعہ بغداد کی چند طالبات آئیں۔ وہ فارسی اور عبرانی زبان میں مشورہ چاہتی تھیں۔ میں نے عبرانی کا مشورہ دیا۔ چند ماہ بعد انہوں نے احقر کا شکریہ ادا کیا۔ اس لئے کہ عبرانی کا انتخاب ان کے لئے مفید ثابت ہوا۔)

۴۔ نام نہاد یہودی ریاست کے گرد و پیش جتنی عرب ریاستیں ہیں ان سب سے روزانہ تین چار گھنٹے کے عبرانی زبان پر مشتمل پروگرام نشر کرتے جاتے ہیں۔ گویا یہود نے اپنی دینی زبان نہ صرف خود سیکھی بلکہ اپنے خون کے پیاسے دشمن (عربوں) کو بھی سکھا دی۔

۵۔ دنیا کی تمام مشہور یونیورسٹیوں میں عبرانی کی تدریس کا انتظام کیا گیا اور یہود ماہرین زبان ان میں متعین ہیں۔

۶۔ آپ اور ہم جب کبھی مقبوضہ فلسطین کی کوئی پکچر فلم وغیرہ ٹی وی پر دیکھتے ہیں۔ فلسطینی ہڑتالیوں کے اٹھائے ہوئے بورڈوں پر عبرانی صاف نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ دفتروں، دکانوں اور سکول و کالج کے ساتھ بورڈوں پر لکھی ہوئی عبرانی دکھائی دیتی ہے۔

کیا ہم پاکستانی اپنی دینی زبان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کر سکتے جس طرح یہود نے اپنی دینی زبان کے ساتھ کیا؟ غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم نے کتنی بڑی غلطی کی اور مزید یہ کہ ہمیں اس کا احساس تک بھی نہیں۔

بھارت اور دینی زبان | اسرائیل کو چھوڑیے اپنے پڑوسی ملک بھارت پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیے یہ ایک وسیع ملک ہے جہاں سینکڑوں مکتب فکر کی قومیں آباد ہیں۔ ہندومت، جین مت، بدھ مت، فارسی (زرتشتی) اور اسلام وہاں کے مشہور مذاہب ہیں۔ ہندومت اکثریتی مذہب ہے۔ اس کی زبان سنسکرت (ہندی) ہندو روایات

و ثقافت کو ہزاروں سال سے اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن سے ہندوؤں کا روحانی اور نفسیاتی تعلق قائم ہے۔ چنانچہ ہندو قیادت نے بڑی ہوشیاری سے ہندی کو سرکاری زبان قرار دیا۔ اس کے مقابلے میں جو نہایت مہذب زبان ہے اور ہند میں تمام اقوام کے مابین روابط سرانجام دیتی تھی اور اب بھی دے رہی ہے اور جس نے ہندوستانی ثقافت کو ہندی افلام (فلم) کے ذریعے سے تمام دنیا کو متعارف کیا۔ اردو کا صرف یہی قصور ہے کہ یہ ہندوؤں کی دینی زبان نہیں ہے ورنہ ہر لحاظ سے ہند کے لئے موزوں ہے۔

ہندی قیادت دیگر اقوام کو گمراہ کرنے کے لئے پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ بھارت لادینی ملک ہے یہاں دین کے نام پر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ درحقیقت عین دینی ملک ہے جس کی سرکاری زبان دینی ہے اور جو ہندو مذہب کو پنڈتوں کے ذریعہ دیگر مذاہب پر مسلط کیا جاتا ہے۔ پنڈتوں کو کھلی چھٹی ہے۔ میرٹھ شہر کے حالی ہنگامے ہندو مذہب والوں کی بالادستی کی زندہ مثال ہے۔

بنگلہ دیش اور عربی | بنگلہ دیش پاکستان کا ایک بازو تھا۔ یہ مغربی پاکستان کے ساتھ دینی اور روحانی رحمتوں کی وجہ سے وابستہ تھا۔ اسے جب ہمارے دینی دعوے اور نعرے کھوکھلے نظر آئے تو شر پسند عناصر نے ہماری اس کمزوری بھرپور فائدہ اٹھایا اور ہمارا دایاں بازو ہم سے توڑ کر الگ کر دیا۔ پھر بھی ہمیں ہوش نہ آیا۔

حال ہی میں وہاں کی حکومت نے عربی کو سرکاری زبان قرار دے دیا گویا پینتیس سالہ دیرینہ مطالبہ اب پورا ہو گیا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ہماری حکومت بھی اس قسم کا نہ صرف اعلان کرے بلکہ اسے عملی جامہ پہنا کر کروڑوں پاکستانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کرے تا کہ عربی کی نسبت سے ہم ۶.یوں اور بنگلہ دیشی بھائیوں کے نزدیک ہو سکیں۔

پاکستان میں عربی | ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا اور اس نومولود مملکت کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں نے بہت سی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں مثلاً

۱۔ یہ اسلام کا مشرقی مرکز ہوگا یہاں سے اسلامی روایات اور تعلیمات کی روشنی مشرق و مغرب تک پھیلائی جائے گی۔
۲۔ انگریزی زبان اور اس کے ادب و ثقافت کا جنازہ نکال کر اس کی جگہ اسلامی زبان عربی اور ادب کو فروغ دیا جائیگا
۳۔ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔
۴۔ اسلامی روایات و مساوات کی احیا اس مملکت خداداد میں کی جائے گی۔
۵۔ قرآن اور احادیث نبوی کو اپنی اصل شکل میں سمجھنے اور سمجھانے کے لئے عربی زبان کو فوقیت دی جائے گی۔

مذکورہ توقعات پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو گیا۔ الگ ہونے میں کوئی عیب نہیں ویسے بھائی بھائی سے الگ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس بات یہ ہے کہ ہمارے تقریباً ایک لاکھ فوجی دو سال تک ایک ذلیل دشمن کے قید و بند میں رہے جب کبھی کوئی مورخ پاکستان کی تاریخ لکھے گا تو مذکورہ سانحہ اس تاریخ کا بدترین

باب ہوگا ؎ تن ہمہ پارہ پارہ شد پنبہ کجا کجا نہم

<u>پاکستان میں زبان کا مسئلہ</u> | پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی بہت سے مسائل پاکستانی قیادت نے حل کرنے تھے جن میں زبان کا مسئلہ سر فہرست تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء کے ابتدائی چند سالوں میں ملک کے دانشوروں میں پاکستان کی سرکاری زبان کے بارے میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے اسمبلی کے اندر اور باہر پاکستان کے طول و عرض میں درج ذیل قسم کے مطالبات پر زور دیا گیا۔

۱۔ پاکستان کی سرکاری زبان انگریزی ہوگی اس زبان کے بغیر ہم سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی نہیں کر سکتے۔

۲۔ بنگالی اس مطالبہ سے بھڑک اٹھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ چونکہ وہ اکثریت میں ہیں اس لئے ان کی زبان پاکستان کی سرکاری زبان ہوگی۔ ان کا کہنا تھا کہ انگریزی اس طرح اس ملک سے نکال باہر کرنی چاہیئے جس طرح اس کے بولنے والوں کو دھکیل دیا گیا۔

۳۔ کچھ حضرات جو پاکستان میں ہجرت کرکے آئے تھے نے اردو کی خدمات کو سراہا۔ اور پاکستان کے لئے موزوں ترین زبان قرار دینے لگے۔

۴۔ ادھر علاقائی زبانوں کے حامی لوگوں نے دبی زبان سے پنجابی۔ سندھی، پشتو اور بلوچی کے مطالبہ کیا۔ کہ بھائی ہم بھی کسی سے کم نہیں ہماری زبانوں کو نظر انداز نہ کرنا۔ سندھ کے کچھ حضرات نے اپنے مطالبہ میں قوت پیدا کرنے کے لئے جلسے کئے اور جلوس بھی نکالے۔

۵۔ اہل دفکر نظر نے اسمبلی کے اندر عربی زبان کے لئے ہاتھ کھڑے کئے۔ اور فرمانے لگے کہ ہماری لسانی تنازعات کا واحد حل عربی ہے عربی اختیار کرو۔ سب نے کہا "آمنا و صدقنا" مگر انگریزی خوان طبقہ نے جس کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور تھی اپنا مطالبہ عوام پر زبردستی مسلط کر دیا اور ایسا مسلط کیا کہ آج تک (۳۵ سال) انگریزی زبان دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اس کی نگرانی عیسائی مشنریوں کو سونپی گئی جس نے پبلک اور ماڈل سکولوں کے لباس میں مسلمان بچوں کے کچے اذہان میں یورپی ثقافت کی وقعت پیدا کر دی۔ اور اسلامی تہذیب سے متنفر کر دیئے۔

<u>لطیفہ</u> | کرنل امیر محمد خان صاحب جو آرمی ایجوکیشن کور کے ریٹائرڈ افسر ہیں پاکستان اکیڈیمی لاہور کے مجلّے میں لکھتے ہیں کہ برطانیہ کے ایک ماہر تعلیم نے مجھے کہا کہ میں اسے لاہور کا کوئی ماڈل سکول دکھاؤں۔ چنانچہ میں نے اسے ایک انگلش میڈیم سکول کی سیر کرائی۔ سکول ایک منہ بولتا انگریزی زبان و ثقافت کا نمونہ تھا۔

ماہر تعلیم نے کہا "تم واقعی بہادر قوم ہو۔ تم ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہو ایک ایسی زبان جو ہزاروں میل آپ سے دور ہے اور جس سے آپ کی روحانی اور نفسیاتی رشتہ بھی نہیں ہے، میں اپنے بچوں کو تعلیم دینا ایک ناممکن امر ہے

لیکن چونکہ آپ یہاں رہیں اس لئے آپ نے ممکن (آسان) بنادیا: اور بحیثیت ماہر تعلیم اگر میں اپنی قوم کو مشورہ دوں کہ اپنے بچوں کو اردو میں تعلیم دیں تو وہ مجھے پاگل خانے کے اندر کردے گی۔"

ایچ۔ ایم۔ متین اور عربی | جیسا کہ میں ابھی عرض کرچکا ہوں کہ ۱۹۵۰ء کے ابتدائی چند سال میں زبان کے مسئلے پر گرما گرم بحث پاکستان اسمبلی کے اندر اور باہر ہوتی رہی چنانچہ مذکورہ موضوع پر ایک وافر ادب معرض وجود میں آیا بہترین مضامین اور کتابیں تخلیق کی گئیں۔

ان میں ایچ۔ ایم۔ متین صاحب کی کتاب "پاکستان کی قومی زبان" NATIQNAL LANGUGE OF PAKISTN کے موضوع پر ایک قابل ذکر شاہکار ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں لکھی گئی ہے ۲۹۴ صفحات پر مشتمل ہے مؤلف نے ۱۹۵۲ء میں عربی زبان کی حمایت میں تالیف کی ہے۔ بطور نمونہ آپ بھی چند اقتباسات کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔ کتاب ۱۹ ابواب پر مشتمل ہے۔ عربی کے متعلق اہم بابوں کی سرخیاں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عربی زبان کے مصادر و منابع اور موجودہ حالت تک اس کی ترقی۔ ۲۔ عربی زبان اسلام سے پہلے اور بعد میں۔ ۳۔ احادیث نبوی کی تدوین و تالیف۔ ۴۔ مسلمانوں کے سنہری زمانہ میں عربی زبان کی تدریس و تعلیم۔ ۵۔ عربی میں علوم کا ترجمہ اور پھر اس سے دیگر زبانوں میں۔ ۶۔ عربی کا زوال۔ ۷۔ موجودہ دور میں عربی کی حالت۔ ۸۔ عربی زبان کا دیگر زبانوں پر اثرات۔ ۹۔ عربی بطور پاکستان کی قومی زبان۔ ۱۰۔ عربی زبان اور مسلمان۔ ۱۱۔ عربی کی طرف مسلمانوں کا میلان۔

عربی کی حمایت میں دلائل | شائقین حضرات مذکورہ ابواب کی تفصیل اصل کتاب میں مطالعہ کریں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صرف ان دلائل کا اختصار کے ساتھ ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ جن کو متین صاحب نے بطور پیشین گوئی عربی کی حمایت میں لکھے تھے۔ ۴۰ سال پہلے انہوں نے جن خدشات و خطرات کا ذکر کیا تھا وہ اب ان کے مشورے کو نہ ماننے کی وجہ سے پاکستانی قوم پر آپڑے ہیں۔

۱۔ عربی جاننا یا نہ جاننا ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ ہم روحانی اور نفسیاتی طور پر عربی کی طرف مائل ہیں یہ اتنی مضبوط قوت ہے جس کے سامنے تمام مشکلیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

۲۔ ہم انگریزی زبان کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ ہم نے اسے سیکھا ہے اور دفتری زبان بنانے میں سہولت تو ہوگئی۔ لیکن روحانی اور نفسیاتی طور پر ہم اس سے متنفر ہیں۔ کیونکہ یہ اس قوم کی زبان ہے جس نے دو صدیوں تک ہمیں غلام رکھا۔ اگر ہم نے اسے قبول کیا تو ہم ثقافتی طور پر مکمل غلام رہیں گے۔ سیاسی غلامی سے ثقافتی غلامی زیادہ خطرناک ہے۔

۳۔ ہم اور بھارت والے بیک وقت آزاد ہوئے انہوں نے اپنی مذہبی زبان کو سرکاری زبان قرار دیا ہے جو تقریباً مردہ زبان ہے۔ ہماری مذہبی زبان زندہ جاوید زبان ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت کے بے انتہا خزانے

اپنے اندر سموئی ہوئی ہے۔

۴۔ سنسکرت کو عربی سطح پر آنے میں کئی سال اور کروڑوں روپے خرچ کرنے ہوں گے ان مشکلات کے باوجود حکومت ہند نے اسے سرکاری زبان تسلیم کیا ہے کیوں ؟ اس لئے کہ ہنود کا اتحاد و اتفاق صرف اسی سے ممکن ہے۔

۵۔ اسرائیل نے عربی حکومت (فلسطین) کے قلب میں عبرانی کو اس لئے سرکاری زبان کا درجہ دیا کہ یہود کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔

۶۔ کسی زبان کو سرکاری اور رسمی بنانے کے لئے قوم اور زبان کی نفسیاتی اطراف و جوانب کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ آج ہم عربی زبان پر اس طرح قادر نہیں جس طرح انگریزی پہ قادر ہیں تو نہ سہی لیکن آنے والی نسل روحانی جذبے کے ساتھ اس میں جلدی صلاحیت پیدا کرے گی۔

۷۔ کون ہے جو عربی زبان پاکستان میں رائج کرنے پر اعتراض کرتا ہے۔ چند انگریزی خوانوں کے علاوہ ساری قوم اسے صدق دلی سے چاہتی ہے۔ اس کے برعکس سنسکرت کو تمام اہل ہند پسند نہیں کرتے لیکن قومی مفاد کی خاطر خاموش ہیں۔

۸۔ ہر پاکستانی اپنی علاقائی زبان، عربی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ ورنہ عربی کے علاوہ کوئی بھی صوبہ دوسری زبان کے انتخاب پر اعتراض کرسکتا ہے۔

۹۔ کچھ لوگ اردو کے حامی ہیں لیکن بنگالی سخت مخالف ہیں۔ البتہ عربی پر انہیں اعتراض نہیں۔ ملک کے دونوں بازوؤں کا اتحاد صرف عربی سے ہی ہوسکتا ہے۔

۱۰۔ عربی کے مخالفین یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ عربی زبان مشکل ہے لہٰذا اسے اپنانے میں کافی وقت ضائع ہو جائے گا۔ مگر لسانی اعداد و شمار سے صاف ظاہر ہے کہ بنگالی، اردو اور دیگر علاقائی زبانیں عربی سے متاثر ہیں۔ ان میں ۳۰ سے لے کر ۵۰ فیصد تک عربی کے الفاظ موجود ہیں۔ اس حالت میں عربی غیر مانوس زبان نہیں جیسا کہ انگریزی ہے۔

۱۱۔ اگر ہم نے پاکستان کے لئے اردو اور بنگالی دونوں کو بیک وقت تسلیم کرلیا تو اس فیصلہ سے انگریزی کو فائدہ پہنچے گا۔ انگریزی کی گردن صرف عربی سے توڑی جاسکتی ہے۔

۱۲۔ اگر ہم نے انگریزی زبان کو اپنایا تو لازماً اس کے ادب اور ثقافت کو بھی اپنائیں گے اس کے برعکس عربی زبان اختیار کرنے سے اسلامی ثقافت اور تعلیمات سے ہم کنار ہوں گے۔

مولف کی پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ انگریزی اخلاق و عادات کا مالک ہو گیا انگریزی نے ہماری زبانوں کو بے حد متاثر کیا ہے۔ ایک انگریز لکھتا ہے " پاکستانی زبانوں میں مشکل سے آپ کو ایک جملہ ایسا ملے گا جس میں انگریزی کا کوئی لفظ استعمال نہ ہوتا ہو۔ ہماری نوکر شاہی جو علم و عرفان سے اکثر عاری ہوتے ہیں انگریزی زبان سے اپنی کمزوری اور جاہلیت کو چھپاتے ہیں "۔